۱۱ ۴/۱۹۴
۱۲۱۸

ضامن آهو

بازنویس: زهرهٔ لطفی

تصحیح ونظرِ ثانی ترجمہ اُردو : سیّد غضنفر حسین بخاری

کتاب: ضامن آهو
بازنویس: زهره لطفی
ناشر: موسسه انجام کتاب
تعداد: ۲۰۰۰ نسخه

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امام ہشتم حضرت علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام ایک دفعہ عباسی خلیفہ مامون کی دعوت پر خراسان جا رہے تھے۔ اثنائے راہ میں آپ کا گذر ایک سرسبز و شاداب جنگل سے ہوا جو اپنے ہرے بھرے سبزہ زاروں، صاف وشفاف ندی نالوں اور ٹھنڈے میٹھے چشموں اور آبشاروں کی وجہ سے مشہور زمانہ تھا اور ہرن اس میں اتنی کثرت سے تھے کہ وہ "دشت آہوان" (ہرنوں کا جنگل) کہلاتا تھا۔ ہر رنگ و نسل کے چھوٹے بڑے سڈول جسموں والے خوب صورت ہرن اس جنگل کی صحت بخش اور زندگی سے بھرپور خوشگوار آب و ہوا اور آزاد فضا میں بے کھٹکے آپس میں کھیلتے اور کلیلیں کرتے پھرتے تھے۔

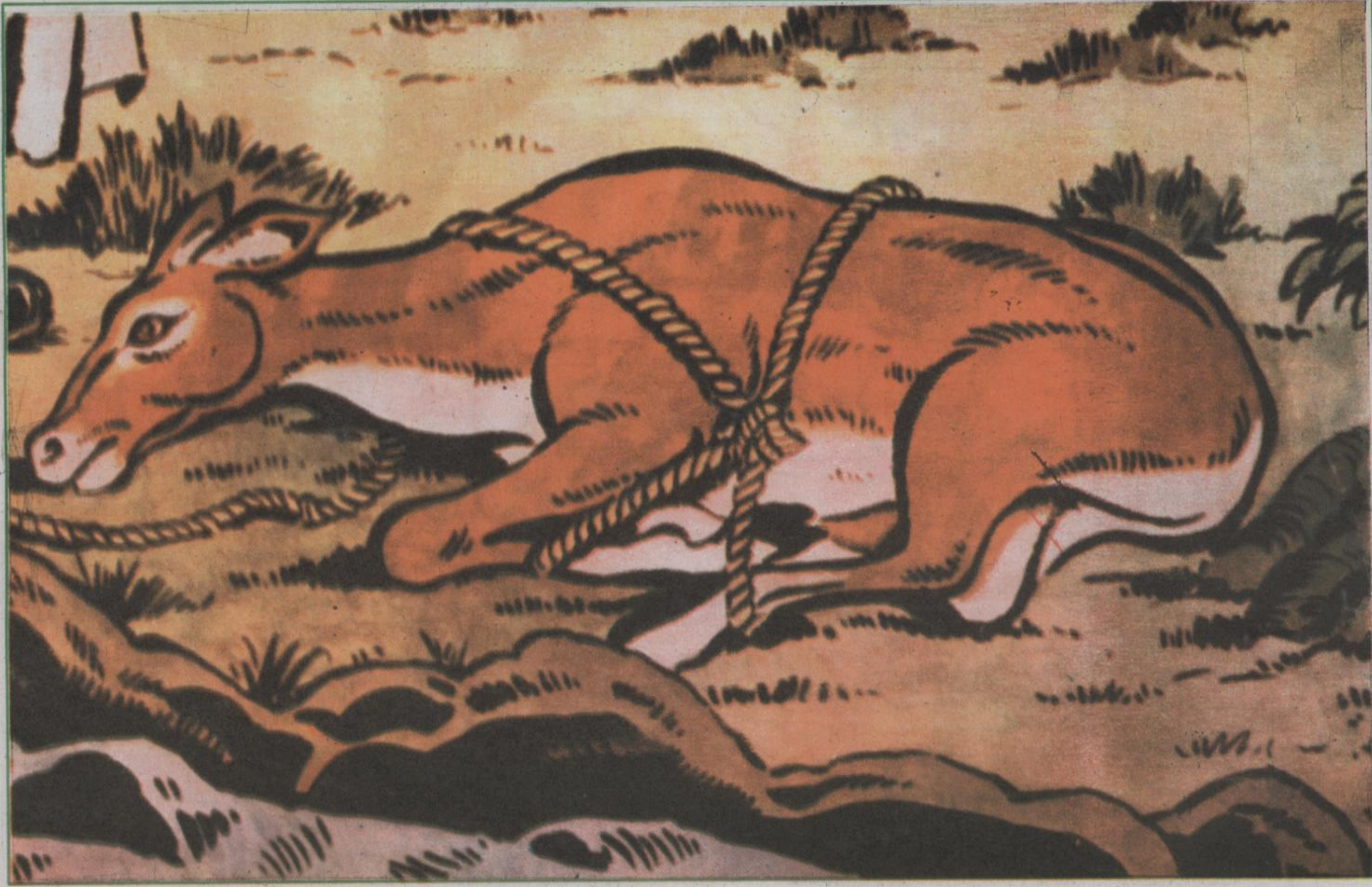

اچانک حضرت امام کی نگاہ ایک قیدی ہرنی پر پڑی جسے ایک شکاری نے پکڑ کر باندھ رکھا تھا۔ بڑی بڑی آنکھوں والی یہ خوبصورت ہرنی بڑی مصیبت میں تھی ۔ اس کے دودھ بھرے تھنوں سے ظاہر تھا کہ حال ہی میں اس نے بچے دیئے ہیں جن سے بچھڑ کر وہ بہت غمزدہ اور اداس تھی اور ان کی بے کسی اور خوراک سے محرومی کے تصور سے بڑے دکھ اور کرب میں مبتلا تھی، لیکن ظالم کے ہاتھوں رسن بستہ ہونے کی وجہ سے بے بس تھی۔ بے رحم انسان ایک کمزور مخلوق پر غلبہ حاصل کر کے خود کو بڑا بہادر سمجھ رہا تھا اور اپنی کامیابی کی خوشی میں اتراتا اور پھولا نہیں سماتا تھا۔ ظالم کو اس کے چھوٹے چھوٹے بچوں کی بھی کوئی فکر نہ تھی جو بے چارے تنہائی اور بے کسی کے عالم میں بھوکے پیاسے اپنی ماں کے منتظر تھے۔

شفیق امام مظلوم ہرنی کی یہ حالتِ زار دیکھ کر بے چین ہو گئے اور وہیں رُک گئے۔

غم سے بے حال ہرنی کی چیخ پکار اور نالہ وفریاد سے جنگل کی فضا بوجھل اور سوگوار ہوگئی تھی لیکن سنگدل شکاری کو اس کی ذرہ بھر بھی پروا نہ تھی۔ ہرنی رحم طلب اور التجا بھری نظروں سے بار بار امام کی طرف دیکھتی اور چیخ چیخ کر آپ کو اپنی طرف متوجہ کرتی اور زبان حال سے اس مصیبت سے نجات کے لئے آپ سے درخواست کرتی تھی تاکہ آزاد ہوکر جلد از جلد اپنے بھوکے اور موت کے خطرے سے دوچار بچوں کی خبر کو پہنچ سکے۔

امام نے شکاری سے مخاطب ہوکر کہا: اے شخص اگر کوئی تجھے قیدی بنالے اور تیرے شیرخوار بھوکے بچّے تیرے انتظار میں ہوں تو کیا تجھے چین آ سکے گا؟ کیا تجھے اس مصیبت زدہ ہرنی کے دودھ سے بوجھل تھن نظر نہیں آتے؟ اسے خدا کی راہ میں آزاد کر تاکہ وہ اپنے بچّوں کے پاس لوٹ جائے اور انھیں بھوک اور موت سے نجات دے۔"

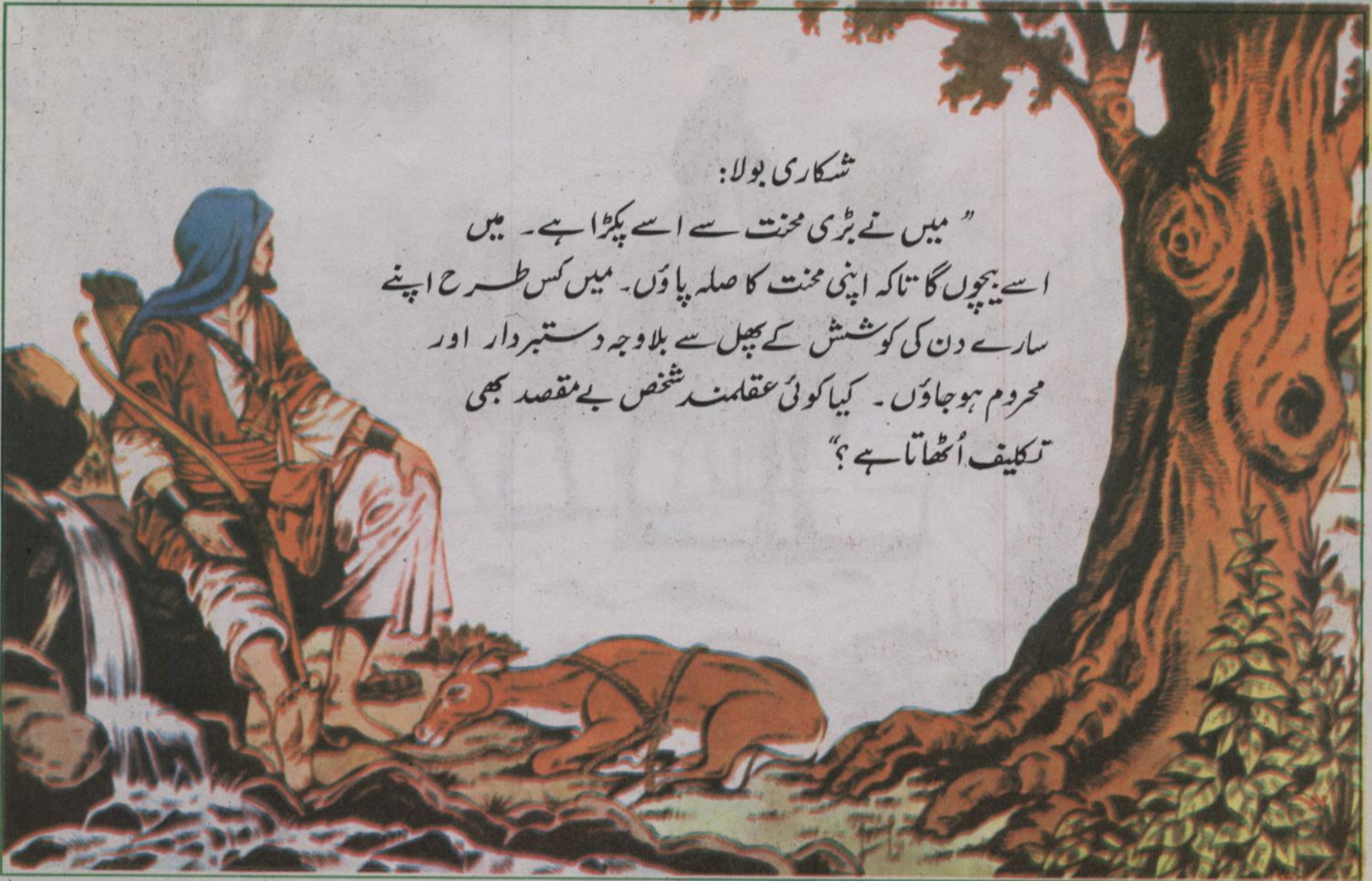
شکاری بولا:
"میں نے بڑی محنت سے اسے پکڑا ہے۔ میں
اسے بیچوں گا تاکہ اپنی محنت کا صلہ پاؤں۔ میں کس طرح اپنے
سارے دن کی کوشش کے پھل سے بلاوجہ دستبردار اور
محروم ہو جاؤں۔ کیا کوئی عقلمند شخص بے مقصد بھی
تکلیف اُٹھاتا ہے؟"

امام نے فرمایا: "ایسی محنت اور تکلیف کس کام کی جس سے دوسروں کو نقصان اُٹھانا پڑے۔ محنت و تکلیف تو وہی اچھی ہوتی ہے جس سے انسان خود بھی فائدہ اُٹھائے اور دوسروں کو بھی اس سے فائدہ پہنچے۔"

شکاری نے کہا: "کچھ بھی ہو میں اسے آزاد نہیں کروں گا۔ میں نے بڑے جوکھم سے اسے پکڑا ہے۔ سارا دن اس کے پیچھے مارا مارا پھرا ہوں اور اس کے لئے جنگل کی خاک چھانتا رہا ہوں۔"

امام نے فرمایا: "اگر اسے پوری آزادی نہیں دے سکتا تو کم از کم اتنی سی دیر کے لئے تو ضرور اسے رہا کر کہ اپنے بھوک سے نڈھال بچّوں کو دودھ پلا کر لوٹ آئے۔"

شکاری کو امام کی اس بات سے بڑا تعجب ہوا اور کہنے لگا:
"یہ کیا بات ہوئی؟ بھلا جانور بھی آزاد ہو کر کبھی قید میں واپس لوٹ سکتا ہے۔
حیوانات وعدے کی پابندی کیا جانیں۔ ایک جانور جو نہ زبان رکھتا ہو نہ عقل کیسے کوئی وعدہ کر سکتا ہے اور کون عقلمند انسان اس کا اعتبار کر سکتا ہے ___؟ نہیں جناب میں یہ کام نہیں کروں گا۔"

امام نے فرمایا: "تم اسے آزاد کر دو، میں اس کی واپسی کا ضامن ہوں۔ یہ ضرور لوٹ آئے گی۔ اگر واپس نہ آئی تو میں اس کی پوری قیمت ادا کروں گا۔"
شکاری کا مقصد پورا ہو چکا تھا۔ وہ اس مفید شرط پر فوراً راضی ہو گیا اور اس نے ہرنی کو آزاد کر دیا۔

ہرنی نے امام کو تشکّر کی نگاہ سے دیکھا اور فورًا وہاں سے رخصت ہو گئی۔

کافی وقت گذر گیا لیکن ہرنی واپس نہیں آئی۔ شکاری تو چاہتا ہی یہی تھا کہ وہ واپس نہ آئے تاکہ اسے رقم بھی مل جائے اور بات بھی اس کی اونچی رہے، کہنے لگا:

" میں نہ کہتا تھا کہ ہرن ایک وحشی جانور ہے جسے اخلاقیات کا کوئی شعور نہیں۔ وہ ہرگز نہیں لوٹے گی۔"

امام نے ابھی اسے جواب نہیں دیا تھا کہ دُور سے ایک گرد سی اُٹھتی دکھائی دی۔ کوئی جانور بڑی تیزی سے بھاگتا آرہا تھا۔ یہ ہرنی ہی تھی جو حسب وعدہ اپنے بچوں سمیت شکاری کی قید میں واپس جانے کے لئے امام کی خدمت میں آرہی تھی۔

شکاری یہ دیکھ کر حیرت میں ڈوب گیا اور اپنی حرکت پر اتنا نادم ہوا کہ اس کے ہاتھ پاؤں کانپنے لگے۔ وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ایک وحشی جانور وہ کچھ کر گذرے گا جو عام حالات میں ایک عام انسان بھی نہیں کر سکتا

وہ اس عجیب صورت حال سے اتنا بوکھلا گیا اور ایسا بدحواس ہوا کہ اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا کرے۔ کافی دیر کے بعد جب اس کے حواس بجا ہوئے تو اسے یقین ہوا کہ ہرنی کا ضامن کوئی عام انسان نہیں بلکہ ضرور اللہ تعالیٰ کا کوئی برگزیدہ بندہ ہے جو غیر معمولی قوتوں کا مالک اور پوشیدہ امور کا دانا ہے۔ ورنہ ہرنی بچوں سمیت اس کے پاس نہ لوٹ کے آتی۔ وہ کافی دیر تک غور کرتا رہا۔ پھر، جیسے کہ اس پر کوئی بہت اہم حقیقت منکشف ہوگئی ہو، وہ بے ساختہ امام کے قدموں میں گر پڑا۔ آپ نے اُسے اُٹھانا چاہا لیکن وہ قدموں سے جدا نہیں ہونا چاہتا تھا اور برابر معاف کئے جانے کی درخواست کرتا تھا۔

امام نے اس کے متواتر اصرار پر اُسے معاف فرمادیا۔ اس نے ہرنی اور اس کے بچّوں کو رہا کر دیا اور خود بھی ہمیشہ کے لئے ظلم اور سنگدلی کی زندگی سے رہا ہو کر امام کی خدمت سے رخصت ہوا۔

پیارے بچو! امام علیہ السلام کی نظرِ کرم سے شکاری نے ظلم سے توبہ کر لی اور تہ دل سے عہد کر لیا کہ آیندہ کسی جانور کو نہیں ستائے گا اور کسی کی امن و عافیت کی زندگی میں خلل انداز نہیں ہوگا۔

اب آپ خوب سمجھ گئے ہوں گے کہ اس واقعہ کے سینکڑوں سال بعد آج بھی امام ہشتم حضرت رضا علیہ السلام کو "ضامن آہو" (ہرنی کا ضامن) کیوں کہتے ہیں۔